ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

طالب حُسین ہاشمی

پی ایچ۔ڈی اقبالیات اسکالر، شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان

ڈاکٹر سید شیراز علی زیدی

نگران اُمور شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان

"حکمتِ کلیمی" اور "حکمتِ فرعونی" کی اصطلاحات اور عالمِ اسلام کی سیاسی و سماجی صُورتِ حال کا جائزہ

Talib Hussain Hashmi*
Doctoral Candidate, Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad. Pakistan.
Dr. Syed Shiraz Ali Zaidi
Incharge, Department of Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad. Pakistan.

***Corresponding Author:** talib.hashmi@gmail.com

The Terms of "Hikmat-e-Kaleemi" and "Hikmat-e-Firhoani" and a review of the Political and Social Situation of the Islamic World (An Overview)

The Publication of Allama Iqbal's Masnawi "Pas Cha Baid Kurd O Aqwam-e-Sharq" was published in 1934.When his message was complete and his philosophy had reached the height of its maturity. In his opening speech, Iqbal he looks like an inquisitive pilgrim of the right path, who is moving towards the goal by taking lessons from observations and experiences in the light of common sense, but in Masnavi, "What should be done to the nations of the East", his position is that of a guide. He is one who is aware of the vicissitudes of the path and wants to benefit others from his experiences. The fourteen topics of Masnawi "Pas Cha Baid Kurd" are of great importance. In Allama Iqbal's Masnawi "Pas Che Baid Kard" the

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

following fourteen topics have been discussed in detail. Especially. "Hikmat-e-Kaleemi" and "Hikmat-e-Firhoani". In these two topics (Good and Evil are discussed), what are the benefits of following the path indicated by Allah? What are the disadvantages of not following the path indicated by Allah? It has been discussed extensively.

Key Words: *Hikmat-e-Kaleemi, Hikmat-e-Firhoani, Pas Che Baid Kard-ay Aqwam-e-Sherq, Political and Social situation.*

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کی مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' کی اشاعت ۱۹۳۴ء میں ہوئی۔ جب اُن کا پیغام مکمل ہو چکا تھا اور اُن کا فلسفہ اپنی پختگی کی معراج حاصل کر چکا تھا۔ اپنے ابتدائی کلام میں اقبال راہِ حق کے ایک ایسے متجسّس زائر کی طرح نظر آتے ہیں جو عقلِ سلیم کی روشنی میں مشاہدات اور تجربات سے سبق لیتا ہوا منزل کی طرف بڑھ رہا ہے لیکن مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' میں ان کی حیثیت اُس راہبر کی سی ہے جو راہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو دوسروں کو اپنے تجربات سے مستفید کرنا چاہتا ہے۔ اِس مثنوی میں شاعر اپنے پیغمبرانہ منصب کا حق ادا کرنے کے لئے مُضطرب نظر آتا ہے۔

مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' ہیت کے اعتبار سے ''اَسرار و رموز'' ہی کی صدائے بازگشت معلوم ہوتی ہے اور اُس کے پس پردہ وہی ذہن اور اَفکار و خیالات بہ اندازِ دگر کار فرما ہیں۔ لیکن چوں کہ مطمعِ نظر فلسفۂ حیات کے رُموز و نکات نہیں بل کہ وہ حکمتِ عملی اور تدابیر و مصالح ہیں جو نئے پیدا شدہ حالات میں درکار ہیں تاکہ مشرق کی دیرینہ رَوحانیت مغرب کی مادی تہذیب و تمدن کا مقابلہ کر سکے اور عالمی حالات کو صحت مندانہ نہج عطا کرنے میں کوشاں ہو۔

> ''علامہ اقبال کے نزدیک تہذیب مغرب کی بنیادی خرابی یہ ہے اس میں دین و سیاست کو ایک دوسرے سے جدا کر کے الگ الگ خانوں میں بانٹ دیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں نظامِ عالم دِگر گوں ہو کر رہ گیا ہے اور مشرق ہو یا مغرب یکساں طور پر افراتفری کا شکار ہیں''۔[1]

علامہ اقبال کی یہ مثنوی باقی مثنویوں کے مقابلے میں بہت مختصر ہے لیکن علامہ اقبال کی آخری عمر کے پختہ افکار اور گہری بصیرت سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

''مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے ایک بار اقبال کی خدمت میں عرض کیا کہ ''آپ کا سارا کلام بمنزلہ 'جسم اور مثنوی پس چہ باید کرد اس کا دل'' ہے۔ جب اقبال کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے تبسم زیرِ لب سے اس کی تائید کی''۔ (۲)

''مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' علامہ اقبال کی مختصر شعری تصنیف ہے جس میں اُنہوں نے اقوامِ شرق کو قیدِ فرنگ سے نکلنے کے گُر بتائے ہیں اور تقلیدِ یورپ سے ماسوا سائنسی عُلوم و فنون کے حصول سے اِجتناب کیا ہے۔ مُسلمانوں کو استحکامِ خودی کی طرف راغب کیا ہے۔ علامہ اقبال ان متضاد عناصر کی نشان دہی کرتے ہیں جو حکمت و سیاست کی دُنیا میں دست و گریباں ہیں یعنی حکمتِ کلیمی اور حکمتِ فرعونی۔ اِسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے علامہ اقبال نے الٰہ آباد کے مشہور خطبہ صدارت میں بہت خوب صورت الفاظ فرمائے تھے:

''ایک سبق جو تاریخِ اسلام سے میں نے سیکھا ہے، یہ ہے کہ آڑے وقتوں میں اسلام ہی نے مسلمانوں کی زندگی کو قائم رکھا، مُسلمانوں نے اِسلام کی حفاظت نہیں کی۔''(۳)

مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کے چودہ موضوعات بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ علامہ اِقبال کی مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' میں چودہ عنوانات پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ خاص طور پر ''حکمتِ کلیمی'' اور ''حکمتِ فرعونی''۔ اِن دونوں عنوانات میں (خیر اور شر پر بحث کی گئی ہے) اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کے انعامات کی خوش خبری اور اس سے انحراف کے بارے میں کیا وعید سنائی گئی ہے؟

اِقبال کا دور ایک شدید آشوب و ہیجان کا دور تھا اور اس زیادہ اضطراب آفرین واقعہ مغرب کا ہمہ گیر غلبہ و اِقتدار اور دُنیائے مشرق، بالخصوص عالمِ اسلام کی شکست و ریخت تھا۔ اس لیے دیگر ہم عصر دانشوروں کی طرح اقبال کے دل و دماغ پر بھی حالات کی پر آشوب نوعیت حاوی تھی۔ ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' عہد حاضر کے خلاف اِعلان جہاد ہوتے ہوئے اس کے طور و طریق اور حکمتِ عملی کی نشان دہی ہے۔

حکمتِ کلیمی:

''حکمتِ کلیمی'' جس سے مراد ہے تعلیم نبوی ﷺ۔ اقبال نے تعلیم نبوی ﷺ کی آسان ترکیب کے بجائے حکمتِ کلیمی کی ترکیب استعمال کی ہے۔ ''حکمتِ کلیمی'' میں علامہ اقبال نے ابتدائی سولہ اَشعار میں انبیائے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

کرام کے تبلیغ کے طریق کار اور ان کی تعلیم کی خصوصیات کو بیان کیا ہے اور آخری سولہ اشعار میں مسلمانوں سے خطاب کیا ہے کہ اگر مقصدِ حیات حاصل کرنا چاہتے ہو تو حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرو۔

حکمتِ کلیمی وحی خداوندی کے تابع ہے۔ یہ ایک بے خطا طریق کار ہے اس حکمت کی رُو سے خدا کا حکم اہم ہے اور کسی بادشاہ یا آمر کے حکم کی حیثیت نہیں۔ پیغامبرانہ حکمت خدا اور بندے کا تعلق اُستوار کرتی ہے۔ یہ توحید سکھانے والے حکمت ہے جس سے انسان دوسرے انسانوں سے ڈرتے ہیں نہ ان کے غلام بنتے ہیں۔ اللہ کو کائنات کا حاکمِ اعلیٰ ماننے والا اور اس کی رضا و خوشنودی چاہنے والا انسان دوسرے انسانوں کی برتری اور حاکمیت کیسے مان لے گا؟ لا الہ الا اللہ حکمتِ کلیمی کی بنیاد ہے۔ اِس لیے حکمتِ کلیمی پر ایمان رکھنے والے خدا کے قانون اور اس کی رضا و خوشنودی سے مطابقت رکھنے والے نظام حیات کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ علامہ اقبال نے مثنوی "پس چہ باید کرد اے اقوام شرق" مشرق کی اَقوام سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو جو مسائل ہیں یہ ان کا حل ہو سکتے ہیں۔[۴]

اس ضِمن میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی بیان کرتے ہیں:

> "علامہ اقبال نے لفظ "نبوی" کے بجائے لفظ "کلیمی" کو اس لیے ترجیح دی کہ آئندہ فصل کا عنوان "حکمتِ فرعونی" ہے اور فرعون کے مقابلے میں "کلیم" کا لفظ موزوں تر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی کا معنٰی ہے خبر دینے والا، مگر کلیم کا معنٰی ہے اللہ سے کلام کرنے والا"۔ لہٰذا "کلیم" کا مرتبہ نبی سے بلند تر ہے۔ ہر کلیم نبی ہے مگر ہر نبی کلیم نہیں۔ یہ لفظ صرف حضرت موسٰی علیہ السلام سے مخصوص ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ لفظ "کلیم" کو مسلمانوں کے لٹریچر میں خاص شہرت اور عظمت حاصل ہو گئی ہے۔ شعرا نے اس لفظ پر اس قدر طبع آزمائی کی ہے کہ اب یہ لفظ، سلسلہ رشد و ہدایت کا نمائندہ بن گیا ہے۔"[۵]

"حکمتِ کلیمی" جس میں نبوت کی اہمیت کا تفصیل سے بیان ہے۔ نبوت انقلاب آفرین پیغام ہے جو سلطانی و شاہی کو ٹھکرا دیتا ہے۔ یہ زمانے کو ایک نئی زندگی کے ولولے سے سرشار کرتا ہے اور اس پر الوہیت کے راز منکشف کرتا ہے۔

تا نبوت حکم حق جاری کند
پشت پا بر حکم سلطان میزند

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

در نگاہش قصر سلطان کہنہ دیر
غیرت او بر تنابد حکم غیر

پختہ سازد صحبتش ہر خام را
تازہ غوغائی دھد ایام را(۶)

نبوت جب احکام الٰہی کا اجرا کرنے لگتی ہے تو وہ شاہی احکام کو ٹھکرا دیتی ہے۔یعنی نبوت دنیاوی حکمرانوں کی فرمان پذیری اور اطاعت کی بجائے حاکم و معبودِ مطلق کی اطاعت کی طرف لاتی ہے۔ خدائے واحد کے سوا باقی سب قوتیں باطل ہیں جن سے نبوت ٹکرا کر ان کا خاتمہ کرتی ہے۔

علامہ اقبال نے "حکمتِ کلیمی" کے عنوان سے بڑے دل پذیر انداز میں ایقان عاشقی کی باتیں کی ہیں، فرماتے ہیں جب نبوت خدائے وحدہ لاشریک کے حکم کا سکہ جاری کرتی ہے تو وہ حکم شاہی کو ایک طرف رکھ دیتی ہے۔اس کی نظر میں بادشاہ کا محل ایک پرانے بت خانہ کی طرح ہے۔اس کی غیرت سوائے خدا کے حکم کے اور کچھ برداشت کرنے سے قاصر ہے۔

درس او اللہ بس باقی ہوس
تا نیفتد مردِ حق در بندِ کس(۷)

"اللہ کا نبی "اللہ بس باقی ہوس" کا سبق دیتا ہے اس لیے کہ بندگانِ خدا کسی اور کے جال میں گرفتار نہ ہوں۔نبی کی زندگی اللہ کے پیغام کا عملی نمونہ ہوتی ہے۔وہ دینِ اسلام کا محافظ ہے۔وہ آہِ سحر گاہی میں حیات نو کی نوید ہے۔اور اس کی صبح کائنات کو تازگی اور شگفتگی عطا کرتی ہے"۔(۸)

درس لا خوف علیہم می دہد
تا دلے در سینہ آدم نہد(۹)

حکمتِ کلیمی انسانوں کو **لاخوف علیہم** کا سبق دیتی ہے اس لیے کہ سینہ آدم میں دل یادِ خدا اور ذکرِ خدا سے مضبوط اور توانا رہے۔وہ گرے ہوئے غلام سے کہتی ہے کہ اُٹھ اور ہر پرانے معبود کے بُت کو پاش پاش کر دے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

حکمتش برتر ز عقل ذوفنون
از ضمیرش امتی آید برون

حکمرانی بی نیاز از تخت و تاج
بی کلاہ و بی سپاہ و بی خراج(۱۰)

اقبال فرماتے ہیں کہ اس کی حکمت عقل وفنون سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے۔اس کے ضمیر سے ایک نئی ملت جنم لیتی ہے۔یعنی انسانی عقل میں کتنے ہی ہنر کیوں نہ ہوں، پھر بھی اس سے غلطی کا امکان ہے، وہ ٹھوکر کھا سکتی ہے لیکن اللہ کی وحی سے کوئی غلطی ممکن نہیں ہے۔اس لیے اسے عقل پر ترجیح دینا چاہیے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے، نہ واعظ نہ حکیم

بے خطر کُود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی (۱۱)

اقبال فرماتے ہیں کہ نبی کی رفاقت و قربت ہر کوڑی کو نایاب موتی بنا دیتی ہے۔اس کی حکمت ہر خالی کو بھر دیتی ہے۔اس کی تعلیمات پر عمل کی بدولت انسان حقیقی زندگی کی دولت سے سرشار ہو جاتا ہے۔وہ حکمتِ کلیمی عاجزوں اور بے نواؤں کو بیدار زندگی کا پیغام سناتی ہے اور انہیں پر پرانے معبود کا نام ونشان مٹانے کی تعلیم دیتی ہے۔

صحبت او ہر خزف را در کند
حکمت او ہر تہی را پر کند

بندہ درماندہ را گوید کہ خیز
ہر کہن معبود را کن ریز ریز (۱۲)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کے بعد علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ انسان جب نبی کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے ساتھ اس کی پیروی کرنا شروع کر دیتا ہے۔یعنی جب انسان عملی طور پر خود کو خدا کا بندہ سمجھتا ہے۔اور ایک وقت آتا ہے انسان ''انسان کامل'' کے رتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔

علامہ اقبال انسانِ کامل(مردِ مومن) کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے نوجوانوں کو کہتے ہیں کہ اپنا طواف کر اور کسی شاہی محل کے گرد چکر نہ لگا،یعنی دُنیاوی جاہ و جلال اور دولت سے بے نیاز ہو جا اور غیر اللہ قوتوں کے آگے جھکنے اور ان کے در کے چکر لگانے کی بجائے اپنی معرفت یا معرفت خودی سے آشنا ہو۔مُردار خوری چھوڑ کر توشاہیں بن جا۔جب بندہ مومن حق کی رضا میں فنا ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے کام خُود سنوارتا ہے۔

> ''علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ اے مردِ مومن جب تک تو جلال حق سے بہرہ وَر نہ ہو گا اس وقت تک جمال حق سے بھی تجھے کچھ میسر نہ آئے گا۔جلال و جمال دونوں خدائی صفات ہیں اور انسان میں بھی یہ صفات ہو سکتی ہیں کیوں کہ وہ خدا کی ان صفات کا مظہر ہے۔عشق و مستی کا آغاز قاہری سے ہے اور جب عشق و مستی انتہا کو پہنچ جائے تو پھر دلبری کا مقام آتا ہے۔یعنی پہلے صفت قاہری(جلال)سے غیر اللہ کی نفی کی جاتی ہے۔جب اس عمل سے غیر کا نقش مٹ جائے تو دلبری(جمال)رہ جاتی ہے۔بندہ مومن پہلے لاالہ کہہ کر ہر باطل قوت کو مٹاتا ہے پھر الا اللہ کہہ کر توحید ایزدی کا اثبات کرتا ہے اور اس طرح وہ اپنے جلال سے دُنیا میں جمال پیدا کرتا ہے''۔(۱۳)

تانہ گیری از جلال حق نصیب
ہم نیابی از جمال حق نصیب

ابتدائے عشق و مستی قاہری است
انتہائے عشق و مستی دلبری است

مرد مؤمن از کمالاتِ وجود
او وجود و غیر او ہر شی نمود

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

گر بگیرد سوز و تاب از لاالہ
جز بکام او نگردد مہر و مہ (۱۴)

علامہ اقبال "حکمتِ کلیمی" میں یہ بات بتاتے ہیں کہ شیطانی (فرعونی) طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے انبیاء کرام کی پیروی کرنا بہت ضروری ہے۔ جب ہم انبیاء کرام کی اطاعت کرتے ہیں تو ہمیں اللہ عزوجل کی طرف سے ایسی قوت اور طاقت ملے گی جس کی بدولت ہم فرعونی طاقتوں کا مقابلہ آسانی کے ساتھ کر سکیں گے اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے ہمیں فتح نصیب ہو گی۔

حکمتِ فرعونی:

جس طرح کلیم انبیاء کے نمائندے ہیں اسی طرح فرعون اُن سلاطین کا نمائندہ ہے۔ جو اللہ عزوجل کے بندوں کو اپنی غلامی کرنے پر مجبور کرتے ہیں لہٰذا حکمتِ فرعونی سے مراد ہے مفاسد ملوکیت۔ بالفاظ دیگر ملوکیت / انبیاء کی تعلیمات کی ضد ہے اور اس کا مٹانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس لیے علامہ اقبال نے اپنی ہر تصنیف میں ملوکیت کی مذمت کی ہے اور مسلمانوں کو اس کے مفاسد سے آگاہ کیا ہے۔ نبی، انسان کو اللہ کا بندہ بناتا ہے بادشاہ، انسان کو اپنا بندہ بناتا ہے۔ چوں کہ ملوک اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہوتے ہیں اس لیے علامہ اقبال نے انہیں "ارباب" سے تعبیر کیا ہے۔ "حکمتِ فرعونی" میں علامہ اقبال نے اہل مغرب کی تمام، سازشوں اور مکر و فن کے علاوہ تہذیب مغرب کے مضر اثرات کو بہت اچھے انداز سے بیان کیا ہے۔

اقبال اہلِ مشرق کو خبر دار کرتے ہیں کہ ارباب کیں (مغرب) کی حکمت سراپا مکر اور حیلہ ہے۔ یہ رُوح کی تباہی اور جسم کی تعمیر ہے۔ یہ مادہ پرست، شکم پرست اور تن پرست ہے، لیکن رُوحانی جذبوں اور دل کی طرف اِس کی کوئی توجہ نہیں۔ (۱۵)

اِقبال نے "حکمتِ فرعونی" کے نام سے اس ضابطہ حیات پر اظہار نظر کیا ہے۔ جو محکوم قوموں کی اقدار کو مسخ کر کے ان میں تخریبی میلانات پیدا کرتا ہے۔

حکمتِ ارباب دین کردم عیان
حکمتِ ارباب کین را ہم بدان

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

حکمتِ ارباب کیں مکر است و فن
مکر و فن؟ تخریب جاں تعمیر تن؟(۱۶)

رفیق افضل لکھتے ہیں:۔

''میں نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ دہریت و مادیت سے محفوظ رہیں۔اہل یورپ کی سب سے بڑی غلطی تھی کہ اُنھوں نے مذہب اور حکومت کو علاحدہ علاحدہ کر دیا۔''(۱۷)

ارباب کیں ایسے دینی پیشواؤں کو مناصب عالیہ کے لیے منتخب کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ سے قطع نظر کر کے ان کی مراد کے مطابق دین کی تجدید کر سکیں یعنی دین اسلام کو اُن کے خیالات کے سانچہ میں ڈال سکیں اور جو علمائے حق ان سے اختلاف رائے کرتے ہیں ان کو ختم کر دیتے ہیں۔

یہ حکمت اربابِ دین کے مقابلے میں حکمت ارباب کین ہے۔اس کی بنیاد مکر و فن پر ہے اور اس کا ہدف تخریب جاں اور تعمیر تن ہے یہ حکمت مقام شوق سے محروم ہوتی ہے۔ اس کے تحت غلام کی سوچ اپنے آقا کے حسب منشاڈھل جاتی ہے۔ملت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور اس کی اَخلاقی اَقدار بُری طرح پامال ہوتی ہیں۔(۱۸)

آج اُمتِ مُسلمہ میں مادیت پرستی زور پر ہے۔اگر مادیت پرستی زَور پکڑتی ہے تو معاشرہ عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے کیوں کہ فرد معاشرہ کی اساس ہے۔معاشرہ کا انحصار افراد پر ہے جیسی فطرت افراد کی ہو گی معاشرہ ویسا ہی ہو گا جس کے اثرات انسانی زندگی پر براہ راست پڑتے ہیں۔مادیت پرستی کی وجہ اُمت مسلمہ کے لوگ تنہائی اور محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں۔اُمتِ مُسلمہ کے نوجوان تو دَر کنار مُسلم ممالک کی قیادت بھی اسی ڈگر پر گامزن ہے۔علامہ اقبال اُمت مسلمہ کو بار بار تاکید کرتے رہے ہیں بلکہ یوں کہیے بار بار جھنجوڑ کر کہتے ہیں کہ مادیت پرستی کو چھوڑ دو۔مگر آفریں ہے اُمت مسلمہ پر اثر ہی نہیں ہوتا۔

علامہ اقبال کی نگاہوں کے سامنے موجودہ حالت و کیفیت عیاں ہے اور وہ اس حالت زار پر بے چین و پریشان اور شکوہ سنج بھی ہے۔لیکن چوں کہ اقبال یاس و قنوط کا شاعر نہیں۔بل کہ امید اور آس،یقین و ایمان کا ''پیغامبر'' ہے۔(۱۹)

مکتب از تدبیر او گیرد نظام
تا بکام خواجہ اندیشد غلام

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

شیخ ملت با حدیث دل نشیں
بر مراد او کند تجدید دیں (۲۰)

اقبال فرماتے ہیں اس حکمتِ کے طفیل تشکیل پاتا ہے اور یہ اس لیے ہے غلام اپنے آقا کی مرضی کے مطابق سوچے اور چلے۔مکتب سے مُراد مغربی طرزِ تعلیم ہے جو ذہنی غلام پیدا کرتا ہے۔حکمتِ فرعونی کے ذریعے ترتیب دیے جانے والے نظام تعلیم کے تحت علماء نہیں بل کہ ذہنی غلام پیدا ہوتے ہیں۔اقبال ارباب کیں کی ایک اور سازش کو سامنے لاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ارباب کیں مذہبی رہنماؤں سے مَن پسند مذہبی تاویلات کراتے ہیں اور وہ دل نشیں باتوں سے عوام کو ورغلا کر فرقوں میں بانٹ دیتے ہیں یہی نام نہاد مذہبی رہنما اقبال کے ہاں ''مُلّا'' کا لقب پاتے ہیں۔اس ''مُلّا'' کی خود غرضی اور کم فہمی کے مضر اثرات کو ڈاکٹر کنیز فاطمہ یوسف نے یوں بیان کیا ہے:۔

> ''مُلّا ایک فرد کا نام ضرور ہے مگر ملائیت ایک فرسودہ طرزِ فکر ہے۔جس میں تجزیہ و استدلال کے بغیر ہر نئے اسلوب کو رد کر دیا جاتا ہے۔اور ماضی کی داستانوں کو حقیقت سے کہیں زیادہ بڑھا چڑھا کر قابل تحسین بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔بے غرضی اور قربانی کے مقابلے میں خود غرضی کا جواز مہیا کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان ہر اس عمل سے گریز کرے جو اسے حال سے برگشتہ خاطر ہو کر مستقبل کی تعبیر کے لیے عملی جدوجہد پر آمادہ کرتا ہے مختصر ملائیت رجعت پسندی، خود غرضی اور ابہام پرستی کا مجموعہ ہے''(۲۱)

اس مُلّا کی درج بالا طرزِ عمل کا نتیجہ ہے کہ اسلامی دنیا فرقوں میں بٹ چکی ہے اور یہ مذہبی اختلافات اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ بعض اسلامی ممالک ایک دوسرے کو نقصان دینے کے درپے رہتے ہیں اور عوام الناس خود کو مسلمان کہنے سے زیادہ سنی، شیعہ، وہابی وغیرہ کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

آج کے دور میں ہماری نگاہ میں گو خدا کی رحمت کی چند بوندیں ایک بحرِ زخار کی حیثیت رکھتی ہیں۔لیکن مُلّا کی نظر میں اللہ تعالی کی رحمتوں کا موجیں مارتا ہوا سمندر چند قطروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔یہ رحمتوں کا بحرِ بے پایاں ہمیں قرآن عطا کرتا ہے اور مُلّا حضرات اس سے بالکل بے خبر ہیں۔مُلّا کا دل عالم بالا کے جواہر پاروں سے جو قرآن میں درج ہے بالکل بے خبر ہے ان کے نزدیک کتاب اللہ جو حکمتوں اور انسان کی زندگی کے لیے ابدی اور اٹل قوانین کا بے نظیر مخزن و معدن ہے محض قصہ کہانیوں کی کتاب ہے۔ملا نظامِ مصطفی کی عظمتوں کو سمجھنے کے قابل ہی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

نہیں ہے اور ان کی وُسعت نگاہ بالکل مفقود ہے۔ یہ مُلّا اور اس کے مکتب کے لیے قرآن مجید کے اسرار و مطالب ایسے ہیں جیسے ایک مادر زاد اندھے کے لیے سورج کی روشنی ناقابلِ فہم ہے۔

حکمتِ فرعونی کے متعلق اقبال فرماتے ہیں کہ حکمتِ کلیمی کو ہم دین والوں کی حکمت عملی کہتے ہیں اور حکمتِ فرعونی کو بے دینوں اور مکاروں کی حکمت۔ حکمتِ فرعونی، آمریت، ملوکیت اور انسان پرستی سکھاتی ہے۔ اس حکمت عملی کے تحت مذہبی راہنما بھی ڈکٹیٹروں کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ جوان ہوں کہ بوڑھے، مرد ہوں کہ عورتیں، یہ نظام انہیں بے حیائی اور ڈھٹائی سکھاتا ہے۔

حکمتِ فرعونی ایسا معاشی اور سیاسی چکر چلاتی ہے کہ لوگ چین سے محروم ہو جاتے ہیں۔ دولت کی ہوس اور موت کا خوف ہر کسی کی جان کو کھائے جاتا ہے۔ امرا عیش و عشرت میں لگ جاتے ہیں اور غریبوں کی مدد کا انہیں خیال نہیں ہوتا۔

حکمتِ فرعونی دین دار طبقہ سے بھی اپنا کام لیتی ہے۔ عالم اور فاضل لوگ ان سے مطلب کی باتیں لکھ دیتے ہیں۔ یہ عُلما باتیں بناتے رہتے ہیں اور کبھی کبھار دین کا نقطہ نظر بھی پیش کرتے ہیں۔ مگر بے عمل اور منافق لوگوں کی باتوں میں اثر کہاں ہوتا ہے؟ یہ لوگ بُت خانے بنانے کے لیے گویا خانہ خدا کی اینٹیں اکھاڑ رہے ہوتے ہیں کیوں کہ دینی توجیہات سے بے دینی کے کلموں کی حمایت کرتے ہیں۔

حکمتِ فرعونی ملوکیت کا وہ سفاکانہ نظام ہے جس نے عالمِ مشرق کو سیاسی، ذہنی اور فکری غلامی میں گرفتار کر کے اَقوام مشرق کی روح کو دو نیم کر دیا تھا اور جس کا دل خراش منظر خود علامہ نے اپنی زندگی میں دیکھا۔

ظفر احمد صدیقی لکھتے ہیں:۔

> ”مشرق کی یہ پاسداری مغرب سے تعصب یا کسی محدود نسلی اور قومی جذبہ کا نتیجہ نہیں۔ اوّل تو وہ کسی انسان کو دوسرے انسان کا غلام دیکھنا نہیں چاہتے۔ دوسرے وہ جن روحانی اور اَخلاقی قدروں کے علمبردار ہیں۔ مشرق کا مزاج ان سے بنیادی طور پر ہم آہنگ ہے اس کے برخلاف مغرب کی لادینی سیاست اور مادیت ان کی نفی کرتی ہے“۔ (۲۲)

اس فرعونی سیاست نے دنیا کو میدان جنگ بنا رکھا ہے اور اِنسانی اُخوت اور حریت کا دامن پارہ پارہ کر دیا ہے۔ مشرق اپنے نصب العین سے غفلت اور عزم و یقین کی کمی کی وجہ سے مغرب کی چیرہ دستیوں کا شکار ہو رہا ہے۔ اِقبال اس کو اس کا بھولا ہوا نصب العین یاد دلاتے ہیں اور ایک عزم کلیمانہ کے ساتھ اس نظام باطل کو توڑ کر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

ایک نئی انسانیت کی تعمیر کی ترغیب دیتے ہیں۔ان کی ہمدردی اقوام مشرق سے نہیں بل کہ وہ تمام انسانیت کے غم خوار ہیں۔وہ ساری دُنیا سے تمیز بندۂ و آقا اور زبر دست کا زیر دست پر ظلم و ستم مٹانا چاہتے ہیں اس نصب العین کا حامل بننے کی صلاحیت وہ مغرب سے زیادہ مشرق میں پاتے ہیں۔

''حکمتِ کلیمی اور'' حکمتِ فرعونی '' کے بارے میں ڈاکٹر عبد المغنی لکھتے ہیں:۔

> ''حکمتِ کلیمی'' ایک پیام انقلاب ہے،جو دور حاضر کے سارے طلسمِ سامری کو توڑ کر فرعون وقت کو غرقاب نیل کر سکتی ہے۔یہ کسی کرگس کا نہیں،ایک شاہیں کا عمل ہے جو ایک نئی دنیا اپنے حوصلوں کے مطابق تعمیر کر سکتا ہے۔ایسا عمل جلال و جمال کے امتزاج سے ابھرتا ہے۔اس کے مقابلے میں وہ لوگ حکمتِ فرعونی کے شکار ہیں جو غیروں سے عہد وفا باندھ کر''خشت حرم'' سے ''تعمیر دیر'' کر سکتے ہیں''۔(۲۳)

اقبال لکھتے ہیں کہ اہل مشرق کی حالت و کیفیت پر افسوس ہے وہ اپنے دل سے نقش مٹا دیتی ہے۔اس کے ضمیر میں آرزوئیں جنم تو لیتی ہیں لیکن گھٹ کے مر جاتی ہیں۔دوسروں کی تقلید اسے اس کے دل میں محبوب حقیقی سے وابستگی کا احساس ہی مٹ جاتا ہے اور اس کے دل میں اوّل تو اس حالت زار سے نکلنے کی آرزو پیدا ہی نہیں ہوتی،اگر ہو جائے تو پروان نہیں چڑھتی۔یہ قوم محکومیت کی وجہ سے غیرت مند اولاد سے محروم ہو چکی ہے۔اس کے جسم میں روح کی حالت قبر میں دفن مردے کی سی ہے۔وہ زندہ جذبوں سے محروم ہے۔

نقش حق را از نگین خود سترد
در ضمیرش آرزوہا زاد و مرد

بے نصیب آمد ز اولادِ غیور
جاں بہ تن چو مردہ ے در خاکِ گور(۲۴)

علامہ اقبال کو نوجوانوں سے بہت محبت تھی۔ان کے نزدیک ملت کا یہ جوان شاہین صفت ہے۔اقبال نے اُمتِ مسلّمہ کے مسلمان نوجوانوں کو شاہین کہ کر مخاطب کیا ہے۔اقبال چاہتے ہیں کہ شاہین جیسی صفات مسلمان نوجوانوں میں ہوں۔اقبال چاہتے ہیں شاہین کی طرح خوددار اور غیرت مند ہو۔کسی کے ہاتھ کا شکار کر کے نہ کھائے۔شاہین آشیانہ نہیں بناتا وہ بلند پرواز رہتا ہے۔شاہین کی نگاہ تیز ہے۔فقر و استغنا اُس کا طرۂ امتیاز ہے۔شاہین

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

توانائی، جہدِ مسلسل، حریت، تجسس، محنت، پہل کرنے کی خوبی اور خلوت پسندی کی خوبیوں سے مزین ہے۔ علامہ اقبال اسی شاہین کی خوبیاں مسلم نوجوان میں دیکھنے کے متمنی ہیں۔ مگر افسوس اقبال کا شاہین اُن صفات کو اپنانا تو دور وہ کسی اور منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

دختران او بزلف خود اسیر
شوخ چشم و خود نما و خردہ گیر

ساختہ' پرداختہ' دل باختہ
ابرواں مثل دو تیغِ آختہ

ساعد سیمین شان عیش نظر
سینۂ ماہی بموج اندر نگر (۲۵)

اقبال چاہتے تھے کہ نوجوان مغرب کی پیروی کرنے کے بجائے اپنے اسلاف کی زندگیوں کا مطالعہ کریں۔ اس مطالعے سے اپنی زندگیوں کو قابل تقلید بنائیں۔ اُمت مسلمہ کے نوجوان مردانہ وجاہت کے ہوتے ہوئے بھی عورتوں جیسا فیشن کرتا ہے۔

علامہ اقبال "حکمتِ فرعونی" کی قباحتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نے آزادی نسواں کے نام پر نوجوان عورتوں میں شرم وحیا اور نسوانیت کو بالکل ختم کر دیا ہے۔ ایسی عورتیں حیا سے بیگانہ، خود نُما اور دوسروں پر نقطہ چینی کرنے والی ہیں۔ ایسی عورتیں بنی ٹھنی، سنوری سنورائیں اور دل پھینک ہیں۔ ان کی بھنویں تنی ہوئی دو تلواروں کی مانند، اور دل کو لبھانے کے لیے چاندی جیسی شفاف کلائیاں ہوتی ہیں۔ علامہ اقبال عورتوں کو مردوں کا غلام نہیں بنانا چاہتے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر بصیرہ عنبرین فرماتی ہیں:۔

> "علامہ اہمیتِ نسواں سے بخوبی آگاہ ہیں اور عورت کو اس کے مقام سے روشناس کراتے ہوئے ان کی نظر محض فرائض نسواں پر نہیں رہتی بل کہ وہ حقوق نسواں کے داعی بھی ہیں اس ضمن میں اقبال کے تمام تر شعری و نثری تحریری سرمائے سے ظاہر ہے وہ مسلم خواتین

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

کو اس سے آشنا کراتے ہیں کہ عورت بحیثیت فرد مسلم ملت کی اصلاح و فلاح میں کس طرح اہم کردار ادا کر سکتی ہے"۔ (۲۶)

"اقبال عورتوں کے لیے اس تعلیم پر زور دیتے ہیں جو عورتوں میں اعلیٰ اور بلند اخلاق پیدا کر سکے اور عورتوں کو صحیح اسلامی اصولوں پر کاربند رہنے کی تربیت کر سکے"۔ (۲۷)

اقبال نے اپنی نظم و نثر میں عورت کا مختلف انداز میں بار بار ذکر کیا ہے، وہ عورت کا ذکر نہایت عزت و تکریم سے کرتے ہیں۔

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں (۲۸)

اقبال عورت کی تعلیم کی طرف اشارہ ضرور کرتے ہیں مگر وہ تعلیم ایسی ہونی چاہیے کہ جس سے شخصیت میں نکھار پیدا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس تعلیم سے مغربی تہذیب کو اپنایا جائے اور جس سے بے حیائی اور غیر ذمہ داری کو فروغ ملے۔ اقبال آزادی نسواں کے پر زور حامی تھے۔ مگر اس آزادی کے خلاف بھی تھے جو مغربیت کے طرز پر ہو۔ اور ایسی آزادی اقبال کی نظروں میں زہر قند کے مترادف ہے۔ چناں چہ فرماتے ہیں

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند
کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں، معذور ہیں، مردانِ خرد مند

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادی نسواں کہ زمرد کا گلوبند! (۲۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

الغرض ان تمام باتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آزادی نسواں کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ اس سے آپ اپنی ذات کی تکمیل کر سکیں۔ اپنی خودی کو اجاگر کریں۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مغربیت کی اندھی تقلید کی بنا پر آپ اپنے وجود کو فنا کر دیں۔

چناں چہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یورپ نے یوں تو پوری انسانی دنیا پر ناقابل بیان مظالم توڑے ہیں مگر سب سے زیادہ ظلم واستحصال کا شکار عورت بنی ہے۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ شدید ٹھنڈے موسم میں مرد تو تھری پیس سوٹ پہنتا ہے، مگر عورت کو محض سفلی جذبات کی تسکین کے لیے منی سکرٹ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ شمالی یورپ کے ممالک کی ائر ہوسٹسوں نے تو باقاعدہ احتجاج بھی کیا ہے کہ انہیں فضا کی بلندیوں میں شدید سردی محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے سکرٹ کے بجائے انہیں گرم پاجامے پہننے کی اجازت دی جائے مگر وہاں کے مرد کی سنگ دلی پر اس فریاد کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس کے نتیجے میں عورت کا تقدس تو ظاہر ہے تباہ ہونا ہی تھا، مگر اس کا وبال سارے معاشرے پر پڑا۔ آزاد اور مخلوط سوسائٹی کے نتیجے میں ناجائز بچوں کی غیر معمولی کثرت، طلاقوں کی بھرمار، انگنت نفسیاتی مسائل، بے شمار جنسی بیماریاں، خودکشیاں اور ہمہ نوع خاندانی اور سماجی ابتری نے یورپ کو حیوانوں کی سطح سے بھی بہت نیچے گرا دیا ہے اور یہ تہذیب تاریخ اور انسانیت دونوں کے لے سرطان سے بھی خطرناک بیماری کی صورت اختیار کر گئی ہے۔

یورپ والوں نے نہایت عیاری اور بدنیتی کے ساتھ کوشش کی کہ ایشیا اور افریقا خصوصاً اسلامی دنیا میں بھی عورت کو ویسی ہی آزادی مل جائے جیسی یورپ نے اپنے ہاں کی عورتوں کو دی ہے تاکہ مسلمان بھی عیاش و بے غیرت ہو جائیں اور ان کی روایتی خصوصیات یعنی شجاعت و مردانگی، حمیت و ایثار، مروت اور خداخوفی جو زوال کے سائے میں پڑی سو رہی تھی اور کسی وقت بھی بیدار ہو سکتی تھی بے ہوشی کی حالت میں دم توڑ جائیں۔ عورت کی اسی نام نہاد آزادی کو اقبال نے حکمتِ فرعونی کی کارستانی قرار دیا ہے اور افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اسلامی ممالک کی عورتیں بھی اسی آزادی کا مطالبہ کر رہی ہیں۔

علامہ اقبال نے اپنے احساسات اور جذبات میں بیان کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کو ایک لازوال پیغام سے آگاہ کیا، کہ حالات کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہو جائے، چاہے ظالم کتنے ہی جابر و جلاد کیوں نہ ہو جائے، ان سے ہر گز پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ یقیں محکم، عمل پیہم ہونے کے ساتھ عقابی روح کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے، اور محبت فاتح عالم کو پوری ملت اسلامیہ اور متلاشیان حق و صداقت تک پہنچانے کی کوشش کریں اور ظالم کو یہ بتا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

دیا جائے، کہ تیری تاریک راتوں کو چراغاں کر کے چھوڑوں گا، ان تمام چیزوں کو اپنے سامنے رکھ کر ید بیضا اور عصائے موسیٰ کو اپنے پاس رکھنا پڑے گا، جب جا کر ہم اور آپ فرعون، قارون، ہامان، صفت جلادوں سے مقابلہ کر سکیں گے۔ علامہ اقبال باطل طاقتوں کے خلاف کی جانے والی اپنی جدوجہد میں بھی لوگوں کو وحدت و اتحاد کی دعوت دیا کرتے تھے۔

علامہ اقبال کے نزدیک اُمت مسلمہ کی غلامی کی اہم وجہ فکر و فقرِ محمدی ﷺ سے دُوری ہے- تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے فقرِ مصطفوی ﷺ سے پہلو تہی کی تو زوال اُن کا مقدر بن گیا۔

علامہ اقبال کا یہ خیال بھی حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آیا اور سب نے دیکھا کہ موجودہ نظام تعلیم اسلامی اصولوں اور اسلامی اقدار کے خلاف ہے۔ یہ ایک سازش تھی کہ ایسا نصاب تعلیم مدون کیا جائے کہ مسلمان اگر عیسائی نہ ہو تو وہ پکا مسلمان بھی نہ رہے۔ ان کی یہ بھی سازش تھی کہ قوم میں اتحاد اور وحدت پیدا نہ ہو بلکہ سچ تو یہ ہے وہ وحدت قومی کو فنا کرنا ہی ان کا مقصد حیات ہوتا ہے۔

علامہ اقبال کے نزدیک حکمتِ فرعونی میں مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی سازش ہے کہ انہیں عمل سے دور کر دیا گیا ہے۔

واعظوں (ملّا) کا یہ حال ہے کہ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کہانیاں بیان کرتے ہیں۔ ان کی تقریروں میں لفاظی بہت ہوتی ہے مگر معانی کم۔ اقبال کے مطابق قومی اخلاقی تربیت کا جو کام علما اور واعظ انجام دے رہے ہیں وہ بالکل بھی اس کے اہل نہیں ہیں۔ ان کا علم بہت محدود ہے حالاں کہ اخلاق اور مذہب کی تعلیم کے لیے علماء کو تاریخ، اقتصادیات، عمرانیات اور قوم کے ادب سے مکمل آگاہی ہونی چاہیے لیکن اس کے برعکس علماء نے اپنی بے عملی کے ساتھ جذبہ جہاد کو ٹھنڈا کر دیا۔ اقبال کی اصل خواہش تھی کہ مساجد کے خطیب اور امام علوم دینی اور دینوی سے پوری طرح آگاہ ہوں تاکہ مسلمانوں کی رہنمائی کر کے ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے کا مثبت کردار ادا کر سکیں۔

نوبیل انعام کی ایک سو پانچ سالہ تاریخ میں مسلمانوں کے حصّے میں صرف چار نوبیل انعام آئے۔ قوموں کی عظمت اس وقت دھندلا جاتی ہے جب وہ علم سے دوری اختیار کریں۔ علم سے بیگانگی کی صرف یہی زندہ مثال کافی ہے کہ صرف ایک ملک امریکا میں یونیورسٹیوں کی تعداد دنیا بھر کے مسلمان ملکوں میں یونیورسٹیز کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے جب کہ امریکا کی آبادی صرف دو مسلمان ملکوں انڈونیشیا اور پاکستان کی مجموعی آبادی سے بھی کم ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

مسلمانوں کی علم کے شعبے میں شکست کے حوالے کے طور پر صرف اتنا کافی ہے کہ دنیا کی پانچ سو بہترین یونیورسٹیوں میں مسلمانوں کی ایک بھی یونیورسٹی شامل نہیں ہے۔ کیا علم کے خزانوں کو خریدنے کی ہم سکت نہیں یا پھر مسلمان ممالک کے سربراہان علم سے بیزار ہیں؟ آج ہم اپنی رسوائی کا خود ہی ماتم کر رہے ہیں اور احساس ندامت صرف ماتمی سنگت تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ جب تعلیم ترجیح ہو گی تو پھر خود بخود فرسودہ نظریات، تصورات، خیالات اور ذہنی الجھنیں دور ہوتی چلی جائیں گی اور قوموں کے اذہان کو مجموعی طور پر روشنی میسر آئے گی۔ اگر تعلیم ترجیح نہیں ہو گی تو دنیا کا ہمارے ساتھ موجودہ رویہ نہ صرف برقرار رہے گا، بلکہ اس میں مزید سختی آئے گی۔ علامہ اقبال کو اسی بات کا ڈر تھا جس کی وجہ سے انھوں نے مسلمانوں کو بار بار خطرناک نتائج سے آگاہ کیا تھا۔

شاعرِ مشرق علامہ اقبال ایک عظیم مفکر تھے، جن کی تعلیمات نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری دنیا اور انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اقبال جاگیر درانہ نظام کے خلاف تھے، لیکن بد قسمتی سے ہم آج بھی اس میں مبتلا ہیں۔ اقبال کی بیان کردہ سلطانی جمہور تو درکنار، ہم تو مغربی جمہوریت سے بھی کوسوں دور ہیں۔ ایک مسلم معاشرے میں مغربی جمہوریت بھی بہت سی تبدیلیاں لا سکتی ہے۔ ہمیں اقبال کی تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا، ورنہ ہم جدید دنیا کا سامنا کامیابی کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ ہمیں اپنے تعلیمی نظام میں اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ صحیح معنوں میں اقبال کے پیغام کو سمجھا یا جا سکے اور نوجوانوں کو معاشرے میں اپنا کردار ادا کرنے کیلئے حوصلہ ملے۔ اُمت مسلمہ قرآن و سنت رسول ﷺ پر عمل کرے اور اس کے مطابق فیصلے کرے۔ مسلمانوں کو غلام بنانے کی سازش کو ناکام بنانا ہو گا خاص طور پر ذہنی غلامی سے۔ غلامی اپنے نفس کی ہو یا کسی غیر کی، دونوں ہی مرد مومن کے لیے زہر قاتل ہیں۔ اس کے برعکس اقبالؒ نے جس بات پر پورا زور دیا ہے اور ان کا کلام اس سے بھرا پڑا ہے، وہ ہے خودی۔ جس شخص میں یہ جذبہ خودی ہو گا وہ کبھی کسی کی غلامی پر قانع نہیں ہو گا۔ جب انسان نفس کی غلامی پر کاربند ہو جاتا ہے تو وہ اپنی ذات کا غلام بن جاتا ہے اور ملک و ملت اور دین اس کی ترجیحات میں کہیں پیچھے چلے جاتے ہیں۔ انہی کے نتیجے میں مسلمانوں کے درمیان فرقہ بندی، قومیت، ذاتیں انہیں تقسیم در تقسیم کر دیتی ہیں۔ اُمت مسلمہ اپنی خودی کو بیدار کرے۔

آج عالم اسلام پر جب نظر ڈالتے ہیں تو علامہ کے فکر اور اس کے مطابق منظم اور منصوبہ بند کوششوں کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ پورا عالم اسلام بری طرح مجروح ہے۔ اسلامی ممالک کو دنیا کی دولت اور خزانے اللہ نے وافر مقدار میں عطا کئے ہیں لیکن حکمتِ فرعونی کی مضموم سازشوں کا شکار ہو کر اُمت مسلمہ خس و خاشاک کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

مانند ہو کر رہ گئی ہے۔ عِلمی اور فِکری اعتبار سے ایک شاندار تاریخ کی حامل یہ قوم اپنے پاس عصائے موسیٰ رکھ کر رسیوں سے خوف کھا رہی ہے۔ خیر و شر کا مقابلہ تب سے جاری ہے جب سے آدم کو اشرف المخلوقات اور نیابت الٰہی کا منصب عطا ہوا۔ ''حکمتِ فرعونی'' کا مقابلہ صرف اور صرف اسلام کی آفاقی تعلیمات کی پیروی سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ اسلام نے ہمیشہ آڑے وقتوں میں مسلمانوں کی مدد کی ہے اور آج بھی اسلام ہی مسلمانوں کے زوال کو عروج میں بدل سکتا ہے۔ بقول اقبال

نہیں ہے نااُمید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹّی بہت زرخیز ہے ساقی

حوالہ جات

۱۔ رفیق خاور، پس چہ باید کرد معہ مُسافر (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع اوّل، ۱۹۸۱ء) ص: ب

۲۔ حمید اللہ شاہ ہاشمی، پروفیسر، کلیات اقبال فارسی (لاہور: مکتبہ ۲۰۱۵ء) ص: ۸۸۶

۳۔ لطیف احمد شروانی، حرف اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال یونیورسٹی، ۱۹۸۷ء) ص: ۲۶

۴۔ رفیق خاور، اقبال کا فارسی کلام ایک مطالعہ (لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۸۸ء) ص: ۷۰

۵۔ یوسف سلیم چشتی، پروفیسر، شرح پس چہ باید کرد اے اقوام شرق مع مسافر (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، ۲۰۱۰ء) ص: ۲۰۶

۶۔ ایضاً، ص: ۲۰۱

۷۔ ایضاً۔ ص: ۲۰۱

۸۔ ایم رمضان گوہر، اقبال اور توحید (لاہور: مکتبہ گوہر، طبع اوّل، ۲۰۰۶ء) ص: ۱۱۹

۹۔ حمید یزدانی، خواجہ، ڈاکٹر، شرح مثنوی پس چہ باید کرد مع مسافر۔ ص: ۱۶

۱۰۔ ایضاً۔ ص: ۱۶

۱۱۔ ایضاً۔ ص: ۱۷

۱۲۔ ایضاً۔ ص: ۱۷

۱۳۔ ایضاً۔ ص: ۲۱۔۲۲

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-08

ماخذ تحقیقی مجلہ

۴۔ ایضاً۔ ص:۲۱

۱۵۔ ایضاً۔ ص:۲۵۲

۱۶۔ یوسف سلیم چشتی، پروفیسر، مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق مع مسافر۔ ص ۲۵۲

۱۷۔ رفیق افضل، مرتبہ، گفتارِ اقبال، (لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان، ۱۹۷۷ء) ص:۲۵۴

۱۸۔ عبدالشکور احسن، اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ۔) ص:۱۸۵

۱۹۔ ابوالحسن علی ندوی، سیّد، مولانا، نُقوشِ اقبال (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۱۹۷۲ء) ص:۱۳۱

۲۰۔ یوسف سلیم چشتی، پروفیسر، مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق مع مسافر۔ ص ۲۵۲

۲۱۔ کنیز فاطمہ یوسف، ڈاکٹر، اقبال اور عصری مسائل (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵) ص:۱۸۰

۲۲۔ ظفر احمد صدیقی، حکمتِ کلیمی (علی گڑھ: یونیورسٹی پبلشرز، مسلم یونیورسٹی، جنوری ۱۹۵۵ء) ص:۱۲

۲۳۔ عبدالمغنی، ڈاکٹر، اقبال کا نظریہ خودی (جہلم: بک کارنر، ۲۰۱۶ء) ص:۳۹۸

۲۴۔ یوسف سلیم چشتی، پروفیسر، مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق مع مسافر۔ ص ۲۵۲

۲۵۔ ایضاً۔ ص ۲۵۲

۲۶۔ بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر، اقبال وجود زن اور تصویر کائنات (لاہور: دارالنوادر، ۲۰۱۹ء) ص:۹

۲۷۔ نسرین اختر، ڈاکٹر، اقبال اور وُجودِ زن (لاہور: ادارہ تحقیق و تصنیف پاکستان، دسمبر ۱۹۷۸ء) ص:۶۱

۲۸۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اُردو (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، فروری ۱۹۷۳ء) ص:۵۵۶

۲۹۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اُردو۔ ص:۵۵۷